

عورت کے ایام مخصوصہ کی تعیین

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

ایام حیض کی کم از کم یا زیادہ سے زیادہ مدت مقرر نہیں ہے، اس کا انحصار عورت کی فطرت و عادت پر ہے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ حیض کی کم از کم مدت تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے، حالانکہ اس مسئلہ میں ان کے پاس کوئی صحیح دلیل نہیں۔

”حدیث اور اہلحدیث“ نامی کتاب میں مذکور دلائل کا مختصر جائزہ پیش خدمت ہے:

تقلیدی دلیل نمبر ۱ : [عن أبی أمامة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال :

أقلّ الحيض ثلاث وأكثره عشر . (رواہ الطبرانی فی الکبیر والوسط ، مجمع الزوائد ج ۱ ص ۲۸۰)

”حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، حیض کی کم از کم مدت تین دن

اور زیادہ سے زیادہ مدت دس دن ہے۔“ [حدیث اور اہلحدیث از انوار خورشید دیوبندی : ص ۲۳۶]

تبصرہ : یہ روایت موضوع (من گھڑت) ہے، حافظ یثیمی اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

وفیه عبد الملک الکوفی عن العلاء بن کثیر ، لا ندري من هو ؟

”اس روایت میں العلاء بن کثیر سے عبد الملک الکوفی راوی بیان کرتا ہے، ہم نہیں جانتے کہ وہ کون

ہے؟“ (مجمع الزوائد: ۱/ ۲۸۰)

لیکن بعض الناس اس جرح کو ہڑپ کر گئے ہیں۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ اس روایت کے بعد لکھتے ہیں: عبد الملک ہذا رجل مجهول ، والعلاء هو

ابن کثیر ، وهو ضعيف ، ومكحول لم يسمع من أبی أمامة شيئا .

”یہ عبد الملک نامی راوی مجہول اور العلاء بن کثیر ضعیف ہے، نیز مکحول نے سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے سماع

نہیں کیا۔“ (سنن الدارقطنی: ۱/ ۶۳۷ ح: ۸۳۵)

العلاء بن کثیر کے بارے میں امام علی بن المدینی فرماتے ہیں: ضعيف الحديث جدًا .

امام بخاری اور امام ساجی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ ”منکر الحدیث“ ہے، امام نسائی رحمہ اللہ نے بھی اسے

”ضعیف“ کہا ہے، امام ابوزر عہ الرازی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ وہی الحدیث (سخت ضعیف) ہے، امام

حاکم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ ”ضعیف الحدیث، منکر الحدیث“ ہے، حافظ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”العلاء بن کثیر نے مکحول سے، انہوں نے صحابہ سے، انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے جتنے نسخے روایت کیے ہیں، وہ سارے کے سارے غیر محفوظ ہیں، یہ منکر الحدیث راوی ہے۔“ (الکامل لابن عدی: ۵: ۱۸۶۷)

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یروی الموضوعات عن الأثبات .

”یہ ثقہ راویوں سے موضوع روایات بیان کرتا تھا۔“ (المجروحین لابن حبان: ۱۸۷/۲-۱۸۲)

اس کے بارے میں توثیق کا ایک ادنیٰ کلمہ بھی ثابت نہیں ہے، لیکن بد قسمتی سے تقلیدی حضرات اس کی حدیث سے استدلال کرنے میں کوشاں ہیں۔

تقلیدی دلیل نمبر ۲ : [عن واثلة بن الأسقع قال : قال رسول الله صلى الله

عليه وسلم : أقلّ الحيض ثلاثة أيام ، وأكثره عشرة أيام . (دارقطنی: ج ۱ ص ۲۱۹)

”حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، حیض کی کم از کم مدت تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے۔“ [حدیث اور اہلحدیث: ص ۲۲۶]

تبصرہ : یہ روایت سخت ”ضعیف“ ہے، امام دارقطنی رحمہ اللہ اس کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ

اس میں ابن المنہال ”مجهول“ اور محمد بن احمد بن انس ”ضعیف“ ہے۔ (سنن الدارقطنی: ۱/۲۱۹، ح: ۸۳۶)

بعض الناس نے مذہبی تعصب کی آڑ میں اس جرح کو چھپا کر خیانت علمی کا ارتکاب کیا ہے، لیکن یہ کوئی اچھے کی بات نہیں، یہ لوگ ایسی کاروائیاں کرتے ہی رہتے ہیں۔

اس روایت کی ایک اور وجہ ضعف یہ بھی ہے کہ امام ابو حاتم الرازی رحمہ اللہ اس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ مکحول نے واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا۔ (المراسیل لابن ابی حاتم: ص ۲۱۳)

یعنی یہ روایت اگر مکحول تک ثابت بھی ہو تو ”منقطع“ ہے۔

تقلیدی دلیل نمبر ۳ : [عن أنس قال : أدنى الحيض ثلاثة أيام .

(رواہ الدارمی ج ۱ ص ۱۷۲، قلت رجالہ رجال مسلم، اعلاء السنن ج ۱ ص ۲۴۷)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حیض کی کم از کم مدت تین دن ہے۔“ [حدیث اور اہلحدیث: ص ۲۲۶]

تبصرہ : اس کی سند ”ضعیف“ ہے، اس میں امام سفیان ثوری رحمہ اللہ ”مذلس“ ہیں اور فرماتے

ہیں: بلغنی عن أنس . ”مجھے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت پہنچی ہے۔“

یہ مبلغ (پہنچانے والا) نامعلوم ہے، لہذا سند ”انقطاع“ کی وجہ سے ”ضعیف“ ہے۔
 بعض الناس کا یہ کہنا کہ رجالہ رجال مسلم (اس روایت کے راوی مسلم کے راوی ہیں) انتہا درجہ کا
 دھوکہ ہے جو صرف ایسے لوگوں کے حصے میں آتا ہے جو ”منقطع“ و ”ضعیف“ اور مردود روایات سے ہی حجت
 پکڑتے ہیں۔

تقلیدی دلیل نمبر ۴ : [عن أنس قال : أدنى الحيض ثلاثة وأقصاه عشر .

(دارقطنی ج ۱ ص ۲۰۹)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حیض کی کم از کم مدت تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے۔“

(حدیث اور اہلحدیث : ص ۲۲۷)

تبصرہ : یہ روایت سخت ”ضعیف“ ہے، اس میں الجبلہ بن ایوب راوی ”متروک“ ہے، بلکہ خود

امام دارقطنی نے بھی اسے ”متروک“ کہا ہے۔ (الضعفاء والمتروكون للدارقطنی : ۱۶۱)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کی حدیث کسی چیز کے برابر نہیں، وہ ”ضعیف الحدیث“ ہے۔

امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ ”ضعیف“ ہے، امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضعیف الحدیث ، یکتب حدیثہ ، ولا یحتج بہ . ”یہ ضعیف ہے، اس کی حدیث لکھی جائے گی،
 لیکن اس سے حجت نہیں پکڑی جائے گی۔“

امام ابو زرہ رحمہ اللہ نے بھی اسے ”لیس بالقوی“ کہا ہے۔ (الجرح والتعديل لابن ابی حاتم : ۵۴۹/۲)

امام نسائی رحمہ اللہ نے بھی اسے ”ضعیف“ کہا ہے، اس پر ”توثیق“ کا ایک ادنیٰ کلمہ بھی ثابت نہیں ہے،

غالباً اسی لیے ایسے ”متروک“ راوی کی روایت بعض الناس کے حصے میں آئی ہے!

تقلیدی دلیل نمبر ۵ : [عن الحسن أن عثمان بن أبي العاص الثقفي قال :

الحائض اذا جاوزت عشرة أيام ، فهي بمنزلة المستحاضة ، تغتسل وتصلی . (دارقطنی ج ۱ ص ۲۱۰)

”حضرت حسن رحمہ اللہ حضرت عثمان بن ابی العاص ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا،

حائضہ عورت جب دس دن سے تجاوز کر جائے تو وہ بمنزلہ مستحاضہ عورت کے ہے، غسل کر کے نماز پڑھے گی۔“

(حدیث اور اہلحدیث : ص ۲۲۷)

تبصرہ : اس کی سند کئی وجہ سے ”ضعیف“ و مردود ہے:

① اس میں ہشام بن حسان راوی ”مدلس“ ہیں، جو بصیغہ ”عن“ امام حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت کر رہے ہیں، امام علی بن المدینی اور امام ابو حاتم رحمہما اللہ نے ان کو ”مدلس“ کہا ہے۔ (طبقات المدلسین: ۴۷)

② حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ اس کی روایت اگر امام حسن بصری اور عطاء بن ابی رباح رحمہما اللہ سے ہو تو اس میں کلام ہوتی ہے۔ (تقریب التہذیب: ۸۲۰)

امام اسماعیل بن علیہ کہتے ہیں: کنا لا نعدّ ہشام بن حسان فی الحسن شیئاً .
”ہشام بن حسان جب حسن بصری سے روایت کرتے تو ہم ان کو کچھ بھی شمار نہیں کرتے تھے۔“

(الجرح والتعديل: ۵۶۸)

یہ جرح مفسر ہے، لہذا روایت ”ضعیف“ ہے۔

③ اس میں ایک علت امام حسن بصری رحمہ اللہ کی ”تدلیس“ بھی ہے۔

④ ایک وجہ ضعف ”انقطاع“ بھی ہے، امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: فانّ الحسن لم یسمع من عثمان بن أبی العاص . ”حسن بصری نے عثمان بن ابی العاص سے نہیں سنا۔“ (المستدرک للحاکم: ۱/ ۱۷۶)

تقلیدی دلیل نمبر ۶: [عن سفیان قال: أقلّ الحيض ثلاث وأكثره عشر .

(دارقطنی ج ۱ ص ۲۰)

”حضرت سفیان فرماتے ہیں کہ حیض کی کم از کم مدت تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے۔“

(حدیث اور اہلحدیث: ص ۲۲۶)

تبصرہ: یہ امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کا قول ہے، نہ قرآن ہے، نہ حدیث ہے، نہ قول صحابی ہے، نہ

اجماع امت ہے اور نہ قول ابی حنیفہ، بعض الناس اپنے امام ابو حنیفہ سے یہ بات باسنہج ثابت کرنے سے تو قاصر رہے، ان سے ہمارا سوال ہے کہ آپ امام ابو حنیفہ کے اندھے مقلد ہیں یا امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کے؟ یہ ان لوگوں کی حیض کے متعلق کم از کم اور زیادہ سے زیادہ دنوں کی تعیین کے بارے میں کل کائنات تھی، جس کا حشر آپ نے دیکھ لیا کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی صحابی رضی اللہ عنہ سے عورت کے ماہانہ ایام کی گنتی کی تعیین ثابت نہیں کر سکے، صرف ”موضوع“ (من گھڑت) اور ”ضعیف“ روایت پیش کر کے سادہ لوح عوام کو یہ باور کروانے کی ناکام کوشش کرتے ہیں کہ وہ اس مسئلے میں حدیثی دلائل رکھتے ہیں، جب کہ دلائل و براہین سے یہ لوگ سرے سے ہی خالی ہیں، ایک بھی روایت اصولی محدثین کے مطابق ثابت کرنے سے قاصر ہیں، لیکن اس

کے باوجود یہ بلند بانگ دعویٰ کرتے ہیں:

”احادیث و آثار سے تو حیض کی اقل و اکثر مدت ثابت ہو رہی ہے۔“ (حدیث اور اہلحدیث: ص ۲۲۸)

قارئین کرام! انصاف شرط ہے، بتائیں کہ اہل حق کے دلائل اس طرح کے ہوتے ہیں؟

امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ نے فرمایا، حیض کا کم از کم وقت ایک دن ہے۔ ❀

(السنن الکبریٰ للبیہقی: ۱/ ۳۲۰، وسندہ حسن، سنن الدارمی: ۱/ ۲۱۷، ح: ۸۵۰، سنن الدارقطنی: ۱/ ۲۰۷، ح

: ۷۹۰، وصحہ ابن حجر فی الفتح: ۱/ ۴۲۵)

اس سے معلوم ہوا کہ مقلدین کا یہ کہنا غلط ہے کہ حیض کی کم از کم مدت تین دن ہے۔

عورت کے ایام مخصوصہ کی تعیین کے بارے میں قرآن و حدیث اور اجماع امت میں کوئی دلیل موجود نہیں، لہذا اس مسئلے میں کم از کم یا زیادہ سے زیادہ کی کوئی حد نہیں۔

یہی بات حافظ ابن حزم رحمہ اللہ نے مخالفین کے دلائل کا رد کر کے راجح قرار دی ہے۔ ❀

(المحلی لابن حزم: ۲/ ۲۰۰-۲۰۳)

حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی بھی یہی تحقیق ہے۔ (مجموع الفتاویٰ: ۱۹/ ۲۳۷) ❀

ابن ترکمانی حنفی نے بھی تسلیم کیا ہے کہ حیض (کی مقدار ایام) کے بارے میں نہ کوئی نص (دلیل) ہے اور نہ اجماع امت، رہی عادت تو وہ مختلف ہے، جیسا کہ عطاء رحمہ اللہ وغیرہ سے گزر چکا ہے۔ ❀

(الجوہر النفی: ۱/ ۳۲۰)

محمد سر فر از خان صفدر حیاتی صاحب لکھتے ہیں: ”علامہ زیلعی نصب الراية ج ۱ ص ۱۵۱ - ج ۱ ص ۱۵۶ تک میں بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مبنی بر انصاف بات یہ ہے کہ حیض کے اقل و اکثر کی تعیین

کے بارے میں کسی فریق کے پاس کوئی صحیح، مرفوع اور صریح روایت نہیں، مبارک پوری تحفة الاحوذی ج ۱ ص ۱۲۲ میں لکھتے ہیں کہ کتاب وسنت سے اقل و اکثر کی تعیین نہیں، صرف عرف اور عادت کے ذریعے

اس کی تعیین کی گئی ہے۔“ (خزائن السنن: ۱/ ۲۲۸)

خلاصۃ التحقیق :

عورت کے ماہانہ ایام کی کم از کم یا زیادہ سے زیادہ کی کوئی حد مقرر نہیں ہے۔

